حدیث ضعیف کی تحقیق

الحمدللہ حمداً کثیراً طیّباً مبارکاً کما یلیق بعظمۃ شأنہ وجلالہٗ والصلاۃ والسلام علی سیّدنا محمّدنِ المصطفی الذی بلغ العُلی بکمالہ و کشف الدجی بجمالہ وحَسُنت جمیع خصالہٗ فیأیّہا المشتاقون بنور جمالہ صلّوا وسلّموا علیہ وصحبہ وآلہ اما بعد اما بعد فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث ضعیف وہ حدیث ہے جس میں حدیث کو قبول کرنے کی صفات نہ پائی جائیں۔

(الکنت علی کتاب ابن الصلاح، ج1، ص، 77 المدینۃ المنورۃ)

یعنی حدیث ضعیف وہ ہے جس کے راویوں میں صحیح اور حسن کی تمام یا بعض شرائط مفقود ہوں اور یہ کمی پوری نہ ہو۔

حدیث ضعیف کے چار مراتب ہیں:

اول: ضعیف بضعف قریب یعنی ضعف اتنا کم ہے کہ لائق اعتبار ہے مثلاً یہ، ضعف اختلاط راوی، سوئے حفظ، تدلیس کی وجہ سے ہے یہ متابعات و شواہد کے کام آتی ہے اور جابر سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔

دوم: ضعیف بہ ضعف قوی و دہن شدید جیسے وہ حدیث جو راوی کے فسق وغیرہ قوادح قویہ کے سبب متروک ہو بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو یہ احکام میں لائق احتجاج نہیں البتہ مذہب راجح پر فضائل میں مقبول ہاں تعدد مخارج و تنوع طرق سے انجبار کے بعد بالاتفاق مقبول۔

سوم: وہ جس کا راوی وضاع کذاب یا متہم بالکذب ہو یہ حدیث ضعیف کی بدترین قسم ہے بلکہ بعض محاورات کی بنا مطلّقاً اور ایک اصطلاح پر اگر اس کا مدار کذب پر ہو تو اسے موضوع کہتے ہیں بنظر دقیق ان اصطلاحات پر یہ قسم موضوع حکمی میں داخل۔

چہارم: موضوع، یہ بالاجماع نہ قابل انجبار نہ کہیں لائق اعتبار حتی کہ فضائل میں بھی بلکہ اسے حدیث کہنا بطور مجاز ہے حقیقت میں یہ حدیث ہی نہیں۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً ج5، ص، 440 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حدیث ضعیف کن چیزوں سے قوی ہو جاتی ہے

(1) تعددِ طُرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی بلکہ حسن ہو جاتی ہے۔

مرقاۃ میں ہے: "**تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن**" ترجمہ: متعدد روایتوں سے آنا حدیثِ ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج2، ص، 795 دار الفکر، بیروت)

موضوعات کبیر میں ہے: ''**تعدد الطرق ولو ضعفت یرقی الحدیث الی الحسن**'' ترجمہ: طرقِ متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔ (موضوعات کبیر، ص481، بیروت)

محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: ''**لو تم تضعیف کلھا کانت حسنۃ لتعدد الطرق و کثرتھا**''

ترجمہ: اگر سب کا ضعف ثابت ہو بھی جائے تاہم حدیث حسن ہو گی کہ اس کے طُرق متعدد و کثیر ہیں۔ (فتح القدیر، ج1، ص، 306 دار الفکر، بیروت)

امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں : ''**قد احتج جمھور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقھو الحقوہ بالصحیح تارۃً وبالحسن اخری**''

ترجمہ: حدیث ضعیف جب متعدد طرق سے مروی ہو تو جمہور محدثین اس سے احتجاج کرتے ہیں اور اسے کبھی صحیح کے ساتھ اور کبھی حسن کے ساتھ لاحق کر دیتے ہیں۔

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: **فَإِنْ يُقَلْ: يُحْتَجُّ بِالضَّعِيْفِ ...فَقُلْ: إذا كَانَ مِنَ المَوْصُوْفِ رُوَاتُهُ بِسُوْءِ حِفْظٍ يُجْبَرُ ... بِكَوْنِهِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ يُذْكَرُ وَإِنْ يَكُنْ لِكَذِبٍ أوْ شَذًّا ... أوْ قَوِيَ الضُّعْفُ فَلَمْ يُجْبَرْ ذَا**

ترجمہ: اگر کوئی کہے کہ ضعیف سے بھی احتجاج کیا جاتا ہے تو تم کہو کہ یہ اس وقت ہے جب اس کے رُواۃ سوئے حفظ کے ساتھ موصوف ہوں اور متعدد طرق کی وجہ سے اس کی کمی پوری ہو گئی ہو، اور اگر کذب یا شذوذ کی وجہ سے ضعف ہو یا ضعف بہت قوی ہو تو انجبارِ نقصان نہیں ہو گا۔ (الفیۃ العراقی، القسم الثانی الحسن، ج1، ص، 98 مکتبہ دار المنہاج للنشر والتوزیع، ریاض)

علامہ سخاوی نے اس عبارت کے تحت سوئے حفظ کے ساتھ ساتھ اختلاط، تدلیس اور ارسال کی وجہ سے نقصان کے انجبار کا بھی لکھا ہے۔

(فتح المغیث، امثلۃ الحدیث الحسن، ج1، ص، 96 مکتبۃ السنۃ، مصر)

انجبارِ نقصان و حصول قوت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ طرق بہت زیادہ ہوں، صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں، التیسیر شرح الجامع الصغیر میں ہے: "**ضَعِيف لضعف عَمْرو بن وَاقد لكنه يُقَوي بوروده من طَرِيقين**"

ترجمہ: یہ روایت عمرو بن واقد کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دو طریقوں سے آنے کی وجہ سے قوت پا گئی۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج1، ص، 217 مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض)

التیسیر ہی میں حدیث: (**اکرموا المعزی وامسحوا برغامھا فانھا من دواب الجنۃ**) کے تحت علامہ مناوی نے لکھا: ''**وَإِسْنَاده ضَعِيف لَكِن يجْبرهُ مَا قبله فيتعاضدان**'' ترجمہ: سند اس کی بھی ضعیف ہے لیکن پھر پہلی سند اس کی تلافی کرتی ہے تو دو مل کر قوی ہو جائیں گے۔ (التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج1، ص، 204 مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض)

(2) اہلِ علم کے عمل کرنے سے بھی حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔

مرقاۃ میں ہے: "**رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب والعمل علی ھذا عند اھل العلم، قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک، فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم، العلم عند اللہ تعالیٰ**"

ترجمہ: امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اہلِ علم کا اس پر عمل ہے، سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عملِ اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج3، ص879، دار الفکر، بیروت)

تنزیہ الشریعۃ میں ہے: "**قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ**" ترجمہ: کثیر علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلِ علم کی موافقت صحتِ حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لئے کوئی سند قابلِ اعتماد نہ ہو۔ (تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ج2، ص، 104 دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(3) جس مدلولِ حدیث کے عمل پر علماء کا اتفاق ہو تو یہ حدیث بھی مقبول ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے تقاضے پر عمل واجب ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) فرماتے ہیں: "**من جملۃ صفات القبول التی لم یتعرض لھا شیخنا ان یتفق العلماء علی العمل بمدلول حدیث، فانہ یقبل حتی یجب العمل بہ وقد صرح بذلک جماعۃ من ائمۃ الاصول۔ ومن امثلتہ قول الشافعی رضی اللہ عنہ: وما قلت من انہ اذا غیر طعم الماء وریحہ ولونہ یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وجہ لا یثبت اھل الحدیث مثلہ، ولکنہ قول العامۃ لا اعلم بینھم فیہ خلافا**"

ترجمہ: قبول کی صفات میں سے جس کو ہمارے شیخ عراقی نے ذکر نہیں کیا یہ بھی ہے کہ علماء مدلولِ حدیث کے عمل پر متفق ہوں تو اس کو قبول کیا جائے گا یہاں تک کہ اس پر عمل واجب ہے، اور ائمہ اصول کی ایک جماعت نے اس کی صراحت کی ہے، اس کی امثلہ میں سے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ اور جو میں نے کہا کہ "جب پانی کا ذائقہ، بو اور رنگ تبدیل ہو جائے الخ" اس کے بارے میں حدیث ایسی سند کے ساتھ مروی ہے جو محدثین کے نزدیک ثابت نہیں، لیکن عام علماء کا یہی قول ہے اور میں ان کے بارے میں اختلاف کو نہیں جانتا۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر، النوع الثالث: الضعیف، ج1، ص، 494 عمارۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ، مدینۃ المنورۃ)

(4) مجتہد کے استدلال سے بھی ضعیف حدیث قوت پا جاتی ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی (متوفی 973ھ) فرماتے ہیں: "**کفانا صحۃ الحدیث الاستدلال مجتھد بہ**" ہمیں حدیث کی صحت کے لیے یہ کافی ہے کہ مجتہد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ، ج1، ص، 65 مطبوعہ ازہریہ، مصر)

علامہ امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی (متوفی 1252ھ) فرماتے ہیں: أَنَّ الْمُجْتَهِدَ إذَا اسْتَدَلَّ بِحَدِيثٍ كَانَ تَصْحِيحًا لَهُ

كَمَا فِي التَّحْرِيرِ وَغَيْرِهِ ترجمہ: کسی حدیث سے کسی مجتہد کا استدلال اس کے صحت کی دلیل ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، ج4، ص،553 دار الفکر، بیروت)

(5) صالحین کے عمل سے بھی حدیث ضعیف کو قوت مل جاتی ہے۔

صلوۃ التسبیح کا جس روایت سے ثبوت ہے وہ ضعیف ہے، محدثین نے اس کے قوی ہونے کی علت صالحین بالخصوص حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کو قرار دیا، چنانچہ امام بیہقی (متوفی 458ھ) فرماتے ہیں: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَفْعَلُهَا وَتَدَاوَلَهَا الصَّالِحُونَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَفِيهِ تَقْوِيَةٌ لِلْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک نماز تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے صلحاء اس کو ایک دوسرے سے پے در پے اخذ کرکے پڑھتے تھے، اس وجہ سے اس حدیث مرفوع کو قوت مل گئی۔ (شعب الایمان، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، ج2، ص،123 مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

مولانا عبدالحی لکھنوی (متوفی 1304) نے بھی امام بیہقی کے حوالے سے یہ عبارت نقل کی ہے، لکھتے ہیں: قَالَ الْبَيْهَقِيّ كَانَ عبد الله بْن الْمُبَارك يُصليهَا وتداولها الصالحون بَعضهم عَن بعض وفى ذَلِكَ تَقْوِيَة للْحَدِيث الْمَرْفُوع

ترجمہ: امام بیہقی نے کہا: حضرت عبداللہ بن مبارک نماز تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے صلحاء اس کو ایک دوسرے سے اخذ کرکے پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے اس حدیثِ مرفوع کو قوت مل گئی۔ (الاثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، صلاۃ التسبیح، ج1، ص،126 مکتبۃ الشرق الجدید، بغداد)

امام حاکم فرماتے ہیں: وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى صِحَّةِ هَذَا الْحَدِيثِ اسْتِعْمَالُ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ إِلَى عَصْرِنَا هَذَا إِيَّاهُ وَمُوَاظَبَتُهُمْ عَلَيْهِ وَتَعْلِيمُهُنَّ النَّاسَ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

ترجمہ: جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تبع تابعین سے لے کر ہمارے زمانے تک تمام ائمہ اس پر دوام کے ساتھ عمل کرتے رہے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں، ان ائمہ میں سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

(المستدرک للحاکم، فاما حدیث عبداللہ بن فروخ الخ، ج1، ص،464 دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(6) کبھی تجربہ اور کشف سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّينِ بْنُ الْعَرَبِيِّ: أَنَّهُ بَلَغَنِي «عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْعِينَ أَلْفًا غُفِرَ لَهُ، وَمَنْ قِيلَ لَهُ غُفِرَ لَهُ أَيْضًا» ، فَكُنْتُ ذَكَرْتُ التَّهْلِيلَةَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِيِّ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَنْوِيَ لِأَحَدٍ بِالْخُصُوصِ، بَلْ عَلَى الْوَجْهِ الْإِجْمَالِيِّ، فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ

الْأَصْحَابِ، وَفِيهِمْ شَابٌّ مَشْهُورٌ بِالْكَشْفِ، فَإِذَا هُوَ فِي أَثْنَاءِ الْأَكْلِ أَظْهَرَ الْبُكَاءَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ: أَرَى أُمِّي فِي الْعَذَابِ فَوَهَبْتُ فِي بَاطِنِي ثَوَابَ التَّهْلِيلَةِ الْمَذْكُورَةِ لَهَا فَضَحِكَ وَقَالَ: إِنِّي أَرَاهَا الْآنَ فِي حُسْنِ الْمَآبِ ترجمہ: ''سید المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا: مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں یہ کلمہ طیبہ ستر ہزار پڑھا تھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی، ایک دن ایک دعوت میں گیا، اس دعوت میں ایک نوجوان بھی تھا جو کشف میں مشہور تھا یہ جوان کھانا کھاتے کھاتے رونے لگ گیا، میں نے سبب دریافت کیا، تو وہ کہنے لگا میں اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہوں، میں نے اپنے دل میں اس کلمے کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا، فوراً وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہاب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔

سید المکاشفین امام محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا: قَالَ الشَّيْخُ: فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِيثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهِ، وَصِحَّةَ كَشْفِهِ بِصِحَّةِ الْحَدِيثِ. ترجمہ: ''میں نے اس حدیث کی صحت اس جواب کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت اس حدیث سے جانی۔'' (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج3، ص، 879 دار الفکر، بیروت، لبنان)

یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کتروانے کے بارے میں آیا کہ اس سے برص ہو جاتا ہے بعض علما نے کتروائے، کسی نے بربنائے حدیث منع کیا، فرمایا حدیث صحیح نہیں فوراً مبتلا ہو گئے، خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور پُر نور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سُنا تھا کہ ہم نے اس کی نفی فرمائی ہے؟ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا: تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مبرء الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہِ دو جہان و دستگیر بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اچھے ہو گئے اور اُسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سُن کر مخالفت نہ کرونگا۔

علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں: ''بعض آثار میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کتروانے والے کو برص کی بیماری ہو جاتی ہے اور صاحبِ مدخل علامہ ابن الحاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بدھ کے دن ناخن کتروانے کا ارادہ کیا، انہیں یہ نہی والی روایت یاد دلائی گئی تو انہوں نے اسے ترک کر دیا، پھر خیال میں آیا کہ ناخن کتروانا سنتِ ثابتہ ہے اور ان کے نزدیک نہی کی روایت صحیح نہیں۔ لہٰذا انہوں نے ناخن کاٹ لیے تو انہیں برص عارض ہو گیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سُنا کہ میں نے اس سے منع فرمایا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ حدیث میرے نزدیک صحیح نہ تھی، تو آپ نے فرمایا تیرا سُن لینا ہی کافی تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو تمام برص زائل ہو گیا۔ ابن الحاج کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم ﷺ سے سُنوں گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔'' (حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، فصل فی البیع، ج4، ص، 202 دار المعرفۃ بیروت، لبنان)

(7) تلقی امت بالقبول سے بھی حدیثِ ضعیف کو قوت مل جاتی ہے۔

شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں: **وَكَذَا إِذَا تَلَقَّتِ الْأُمَّةُ الضَّعِيفَ بِالْقَبُولِ يُعْمَلُ بِهِ عَلَى الصَّحِيحِ،حَتَّى إِنَّهُ يُنَزَّلُ مَنْزِلَةَ الْمُتَوَاتِرِ فِي أَنَّهُ يَنْسَخُ الْمَقْطُوعَ بِهِ ; وَلِهَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي حَدِيثِ:«لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ»:إِنَّهُ لَا يُثْبِتُهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ، وَلَكِنَّ الْعَامَّةَ تَلَقَّتْهُ بِالْقَبُولِ، وَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى جَعَلُوهُ نَاسِخًا لِآيَةِ الْوَصِيَّةِ لَهُ.** ترجمہ: "ایسے ہی جب امت کسی ضعیف حدیث کو قبول کرے تو صحیح مذہب کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ حدیث متواتر کے منزلہ میں ہو جائے گی کہ اس سے قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا، اسی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث (لاوصیۃ لوارث) (وارث کے لیے وصیت نہیں) کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک ائمہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں لیکن اس کو قبولیت عامہ حاصل ہے، اس پر سب نے عمل کیا ہے یہاں تک کہ اس سے آیتِ وصیت کو منسوخ کر دیا۔

(فتح المغیث، تنبیھات، ج1، ص، 350 مکتبۃ السنہ، مصر)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں"یہ حدیث (1) امام بیہقی نے بھی "دلائل النبوۃ" میں بنحوہ (اسی طرح) روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل (2) امام قسطلانی "مواہب لدنیہ" اور (3) امام ابن حجر مکی "افضل القریٰ" اور (4) علامہ فاسی "مطالع المسرات" اور (5) علامہ زرقانی "شرح مواہب" اور (6) علامہ دیار بکری "خمیس" اور (7) شیخ محقق دہلوی "مدارج" وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں۔

بالجملہ اس روایت کو تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل حاصل ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص، 659 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: **وقال في حديث:"لا وصية لوارث":"لا يثبته أهل العلم بالحديث، ولكن العامة تلقته بالقبول وعملوا به حتى جعلوه ناسخا لآية الوصية للوارث۔** حدیث پاک (لاوصیۃ لوارث) محدثین کے نزدیک ثابت نہیں لیکن اس روایت کو تلقی امت بالقبول کا منصب حاصل ہے اور عام علماء نے اس پر عمل کیا ہے اور انہوں نے اسے آیتِ وصیت کے لیے ناسخ قرار دیا ہے۔ (النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر، النوع الثالث: الجعیف، ج1، ص، 494 عمارۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ، مدینۃ المنورۃ)

ضعیف حدیث کہاں مقبول ہے:

(1) فضائل و مناقب میں بالاتفاق حدیثِ ضعیف مقبول وکافی ہے۔

امام اجل شیخ العلماء والعرفاء سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی قدس اللہ سرہ الملکی (متوفی 386ھ) کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی

معاملۃ المحبوب میں فرماتے ہیں: "**الاحادیث فی فضائل الاعمال و تفضیل الاصحاب متقبلة محتملة علی کل حال مقاطیعها ومراسیلها لا تعارض ولا ترد، کذلك کان السلف یفعلون**" ترجمہ: فضائل اعمال و تفضیلِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ اُنہیں رد کریں، ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب، بیان تفضیل الاخبار و بیان طریق الارشاد، ج 1، ص، 301 دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تقریب النواوی للنووی اور اس کی شرح تدریب الراوی للسیوطی میں ہے:(وَيَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمُ التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ) الضَّعِيفَةِ (وَرِوَايَةُ مَا سِوَى الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالْعَمَلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ بَيَانِ ضَعْفِهِ فِي غَيْرِ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى) ، وَمَا يَجُوزُ وَيَسْتَحِيلُ عَلَيْهِ، وَتَفْسِيرُ كَلَامِهِ، (وَالْأَحْكَامِ كَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَ) غَيْرِهِمَا، وَذَلِكَ كَالْقَصَصِ وَفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَالْمَوَاعِظِ، وَغَيْرِهَا (مِمَّا لَا تَعَلُّقَ لَهُ بِالْعَقَائِدِ وَالْأَحْكَامِ) .وَمَنْ نُقِلَ عَنْهُ ذَلِكَ: ابْنُ حَنْبَلٍ، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالُوا: إِذَا رُوِّينَا فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ شَدَّدْنَا، وَإِذَا رُوِّينَا فِي الْفَضَائِلِ وَنَحْوِهَا تَسَاهَلْنَا.

ترجمہ: "محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک موضوع کے علاوہ ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ہر قسم کی ضعیف حدیث کی روایت اور اُس پر عمل فضائلِ اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات، جو اس کے لیے جائز ہے اور جو اس کے لیے محال ہے اور اس کے کلام کی تفسیر اور حلال وحرام وغیرہ ہما کے احکام کے علاوہ ہوں جیسا کہ قصص، فضائل اعمال، مواعظ وغیرہ جن کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہیں، امام احمد بن جنبل و امام عبدالرحمٰن بن مہدی و امام عبداللہ بن مبارک وغیرہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے جب ہم حلال وحرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی کرتے ہیں۔"

(تدریب الراوی، شروط العمل، بالاحادیث الضعیفہ، ج 1، ص 350، دار طیبۃ)

علامہ زرکشی (متوفی 794) فرماتے ہیں: "ائمہ حدیث وغیرہ کا اجماع ہے کہ فضائل اور اس جیسے معاملات میں جن میں حکم، عقائد اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں کوئی چیز نہ ہو ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

(الکنت علی مقدمہ ابن الصلاح، النوع الثانی والعشرون المقلوب، ج 2، ص، 310 اضواء السلف، ریاض)

امام محقق علی الاطلاق (متوفی 861ھ) فتح القدیر میں فرماتے ہیں: فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا بس اتنا چاہیے کہ موضوع نہ وہ۔ (فتح القدیر، باب الامامۃ، ج 1، ص، 349 دار الفکر)

علامہ شہاب الدین رملی شافعی (متوفی 957ھ) فرماتے ہیں: "فضائل اعمال میں ضعیف حدیث سے حکم ثابت ہوتا ہے۔"

(فتاوی رملی، کتاب الفسل، ج 1، ص، 56 المکتبۃ الاسلامیہ)

مزید فرماتے ہیں: قَدْ حَكَى النَّوَوِيُّ فِي عِدَّةٍ مِنْ تَصَانِيفِهِ إجْمَاعَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَلَى الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي

الْفَضَائِلِ وَنَحْوِهَا خاصَّةً وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَحَادِيثُ الْفَضَائِلِ لَا يَحْتَاجُ فِيهَا إلَى مَنْ يَحْتَجُّ بِهِ وَقَالَ الْحَاكِمُ سَمِعْت أَبَا زَكَرِيَّا الْعَنْبَرِيَّ يَقُولُ الْخَبَرُ إذَا وَرَدَ لَمْ يُحَرِّمْ حَلَالًا وَلَمْ يُحَلِّلْ حَرَامًا وَلَمْ يُوجِبْ؛ حُكْمًا وَكَانَ فِيهِ تَرْغِيبٌ أَوْ تَرْهِيبٌ أُغْمِضَ عَنْهُ وَتُسُوهِلَ فِي رِوَايَتِهِ، وَلَفْظُ ابْنِ مَهْدِيٍّ فِيمَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيّ فِي الْمَدْخَلِ إذَا رَوَيْنَا عَنْ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْأَحْكَامِ شَدَّدْنَا فِي الْأَسَانِيدِ وَانْتَقَدْنَا فِي الرِّجَالِ، وَإِذَا رَوَيْنَا فِي الْفَضَائِلِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ سَهَّلْنَا فِي الْأَسَانِيدِ وَتَسَامَحْنَا فِي الرِّجَالِ. وَلَفْظُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِي رِوَايَةِ الْمَيْمُونِيِّ عَنْهُ: الْأَحَادِيثُ الرَّقَائِقُ يُحْتَمَلُ أَنْ يُتَسَاهَلَ فِيهَا حَتَّى يَجِيءَ شَيْءٌ فِيهِ حُكْمٌ

ترجمہ: "علامہ نووی نے اپنی تصانیف میں متعدد مرتبہ یہ حکایت کیا ہے کہ ائمہ حدیث کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر صرف فضائل وغیرہ میں عمل جائز ہے، علامہ ابن عبدالبر نے کہا کہ فضائل کی احادیث سے جو احتجاج کرے وہ دلیل کا محتاج نہیں، امام حاکم نے لکھا کہ میں نے ابوزکریا عنبری کو فرماتے سنا کہ وہ روایت جو کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ کرے، کسی حکم کو واجب نہ کرے اور اس میں ترغیب یا ترہیب ہو تو اس میں چشم پوشی سے کام لیا جاتا ہے اور اس کی روایت میں نرمی کی جاتی ہے، علامہ ابن مہدی کے الفاظ جن کو بیہقی نے مدخل میں تخریج کیا ہے وہ یہ ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ سے حلال و حرام اور احکام میں روایت کرتے ہیں تو اسانید میں شدت کرتے ہیں اور رجال کو خوب پرکھتے ہیں اور جب ہم فضائل اور ثواب و عقاب کے بارے میں روایت کرتے ہیں تو ہم اسانید میں نرمی کرتے ہیں اور رجال میں چشم پوشی کرتے ہیں۔ امام احمد بن جنبل کے الفاظ میمونی سے اس طرح مروی ہیں کہ احادیث رقائق تساہل کا احتمال رکھتی ہیں جبکہ اس میں کوئی حکم ثابت نہ ہو رہا ہو۔ (فتاوی رملی، یعمل بالحدیث الضعیف، ج4، ص، 383المکتبۃالاسلامیہ)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں: **أَجْمَعُوا عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ** ترجمہ: "علماء کا اجماع ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی، باب ماجاء فی التقلیس، ج1، ص، 98 قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح، ج3، ص، 895 دارالفکر، بیروت، لبنان)

علامہ ابن حجر ہیتمی (متوفی 974) فرماتے ہیں: **الحَدِيث الضَّعِيف والمرسل والمعضل والمنقطع يعْمل بِهِ فِي فَضَائِل الْأَعْمَال اتِّفَاقًا بل إِجْمَاعًا على مَا فِيهِ** ترجمہ: حدیث ضعیف، مرسل، معضل، اور منقطع پر فضائل اعمال میں بالاتفاق بلکہ بالاجماع عمل کیا جائے گا۔ (الفتاوی الحدیثیہ، ج1، ص96، دارالفکر، بیروت)

یہی علامہ ہیتمی "الفتاوی الفقہیۃالکبری" فرماتے ہیں: "یہ بات متقرر ہو چکی کہ حدیث ضعیف، مرسل، منقطع، معضل اور موقوف پر فضائل اعمال میں بالاجماع عمل کیا جائے گا۔" (الفتاوی الفقھیۃالکبری، کتاب الصوم، ج2، ص، 54المکتبۃالاسلامیہ)

علامہ امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی 1525ھ) فرماتے ہیں: قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْأَرْبَعِينَ لِأَنَّهُ إنْ كَانَ صَحِيحًا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَقُّهُ مِنْ الْعَمَلِ وَإِلَّا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَى الْعَمَلِ بِهِ مَفْسَدَةُ تَحْلِيلٍ وَلَا تَحْرِيمٍ وَلَا ضَيَاعِ حَقٍّ لِلْغَيْرِ، وَفِي حَدِيثٍ ضَعِيفٍ «مَنْ بَلَغَهُ عَنِّي ثَوَابُ عَمَلٍ فَعَمِلَهُ حَصَلَ لَهُ أَجْرُهُ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ قُلْته» أَوْ كَمَا قَالَ

ترجمہ: "علامہ ابن حجر نے شرح اربعین میں فرمایا کہ حدیث ضعیف پر عمل فضائل اعمال میں اس لئے ٹھیک ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو جو اس کا حق تھا کہ اس پر عمل کیا جائے حق ادا ہو گیا اور اگر صحیح نہ بھی ہو تو اس پر عمل کرنے میں کسی تحلیل یا تحریم یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جسے مجھ سے کسی عمل پر ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کر لے اُس کا اجر اُسے حاصل ہوا اگرچہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو۔ حدیث کے الفاظ یونہی ہیں یا جس طرح حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، سنن الوضوء، ج1، ص، 128 دار الفکر، بیروت)

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

علامہ نووی (متوفی676ھ) فرماتے ہیں: قال العلماءُ من المحدّثين والفقهاء وغيرهم: يجوز ويُستحبّ العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعًا

ترجمہ: "محدثین و فقہا و غیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بُری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔ (الاذکار، فصل فی الامر بالاخلاص و حسن النیات، ص8، دار الفکر، بیروت)

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: "حدیث ضعیف سے کسی چیز کا مستحب ہو نا ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو۔

(فتح القدیر، فصل فی الصلوۃ علی المیت، ج2، ص، 133 دار الفکر)

(2) حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے جبکہ محل احتیاط ہو۔

علامہ نووی فرماتے ہیں: وأما الأحكام كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك فلا يُعمل فيها إلا بالحديث الصحيح أو الحسن إلا أن يكون في احتياطٍ في شيء من ذلك، كما إذا وردَ حديثٌ ضعيفٌ بكراهة بعض البيوع أو الأنكحة، فإن المستحبَّ أن يتنزّه عنه ولكن لا يجب

ترجمہ: حلال و حرام بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارے میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائیگا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات کے بارے میں وارد ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو اس سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں۔

(الاذکار، فصل فی الامر بالاخلاص و حسن النیات، ص8، دار الفکر، بیروت)

علامہ ابن عابدین شامی امام جلیل جلال سیوطی کے حوالے سے ردلمحتار میں اور خود امام جلیل جلال سیوطی تدریب میں لکھتے ہیں: "حدیث ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جائے گا جبکہ اُس میں احتیاط ہو۔"

(ردالمحتار علی الدر المختار، ج1، ص، 128 دار الفکر، بیروت۔تدریب الراوی، ج1، ص، 351 دار طیبۃ)

علامہ شمس الدین سخاوی فرماتے ہیں: كَانَ فِي مَوْضِعِ احْتِيَاطٍ كَمَا إِذَا وَرَدَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِكَرَاهَةِ بَعْضِ الْبُيُوعِ أَوِ الْأَنْكِحَةِ،فَإِنَّ الْمُسْتَحَبَّ كَمَا قَالَ النَّوَوِيُّ أَنْ يُتَنَزَّهَ عَنْهُ، وَلَكِنْ لَا يَجِبُ

ترجمہ: "حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا جبکہ موضع احتیاط ہو جیسا کہ بعض بیوع اور انکحہ کے بارے میں حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے تو مستحب ہے کہ اس سے بچا جائے لیکن واجب نہیں جیسا کہ علامہ نووی نے فرمایا۔ (فتح المغیث، تنبیھات، ج1، ص، 350 مکتبۃ السنہ، مصر)

(3) جب کسی مسئلہ میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی حدیث نہ ملے تو اسی سے احتجاج واستدلال کیا جائے گا۔

علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی فرماتے ہیں: لَكِنَّهُ احْتَجَّ رَحِمَهُ اللَّهُ بِالضَّعِيفِ حَيْثُ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَابِ غَيْرُهُ، وَتَبِعَهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَدَّمَاهُ عَلَى الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ، وَيُقَالُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَيْضًا ذَلِكَ، وَأَنَّ الشَّافِعِيَّ يَحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ إِذَا لَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ كَمَا سَلَفَ "مگر جب کسی باب میں ضعیف حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو انہوں (امام اسحٰق) نے ضعیف حدیث سے احتجاج واستدلال کیا ہے، امام ابو داؤد نے ان کی اتباع کی ہے، ان دونوں نے اس کو رائے اور قیاس پر مقدم رکھا ہے، امام ابو حنیفہ کی طرف سے بھی ایسا ہی کہا گیا ہے اور امام شافعی حدیث مرسل سے استدلال کرتے ہیں جب وہ اس کے علاوہ کوئی حدیث نہ پائیں جیسا کہ گزرا۔

(فتح المغیث، تنبیھات، ج1، ص، 350، مکتبۃ السنہ، مصر) (اقتباس از شرح ترمذی از مفتی ہاشم العطاری المدنی جلد اول)

طالبِ دعا: ابو تُراب سید کامران قادری عفی عنہ

Whats App Num For IslamicPosts

00923155322470